مذہبی دہشت گردی کے اسباب اور اس کے خاتمہ کے لئے
حکَم وعدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی احسن تجاویز

(نصیر احمد قمر۔ایڈیٹر الفضل انٹرنیشنل۔لندن)

اسلام کے نادان دوست :

آج ساری دنیا میں اسلام کو ایک جارحیت پسند اور دہشتگرد مذہب کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔معصوم انسانوں کی ناحق خونریزیوں،خودکش بم دھماکوں اور دہشتگردی کے اکثر واقعات میں ایسے لوگ ملوث پائے جاتے ہیں جو خود کو مسلمان کہتے ہیں حالانکہ ان جاہل مسلمانوں کی مفسدانہ حرکتوں کا اسلام سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ذمہ دار وہ شر پسند اور فتنہ انگیز نام نہاد علماء اسلام ہیں جنہوں نے ’’نبوت اور خلافت کے زمانہ کے بعد......مسئلہ جہاد کے سمجھنے میں...... بڑی بڑی غلطیاں کھائیں اور ناحق مخلوق خدا کو تلوار کے ساتھ ذبح کرنا دینداری کا شعار سمجھا‘‘۔انہوں نے اپنی دلوں کی کجی کے باعث قرآن کریم کی بعض آیات متشابہات کی غلط تشریحات کرتے ہوئے اسلامی جہاد کو فساد کا قائم مقام بنادیا اور خودساختہ احمقانہ عقائد کو اسلام کی طرف منسوب کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی اشاعت میں تلوار کی مدد کا ہرگز محتاج نہیں بلکہ اس کی تعلیم کی ذاتی خوبیاں اور اس کے حقائق ومعارف وحجج و براہین اور خدا تعالیٰ کی زندہ تائیدات اور نشانات اور اس کا ذاتی جذب ایسی چیزیں ہیں جو ہمیشہ اس کی ترقی اور اشاعت کا موجب ہوئی ہیں......اسلام کی تاثیرات اپنی اشاعت کے لئے کسی جبر کی محتاج نہیں ہیں۔...... یہ کہنا کہ سرحدی غازی آئے دن فساد کرتے ہیں جہاد کے خیال سے یہ ایک بیہودہ بات ہے اور ان مفسدوں کو غازی کہنا سراسر نادانی اور جہالت ہے۔اگر کوئی جاہل مسلمان ان کے ساتھ ذرا بھی ہمدردی رکھتا ہے اس خیال سے کہ وہ جہاد کرتے ہیں میں سچ کہتا ہوں کہ وہ اسلام کا دشمن ہے جو مفسد کا نام غازی رکھتا ہے اور اسلام کے بدنام کرنے والوں کی تعریف کرتا ہے......انگلستان اور فرانس اور دیگر ممالک یورپ میں یہ الزام بڑی سختی سے اسلام پر لگایا جاتا ہے کہ وہ جبر کے ساتھ پھیلایا گیا ہے......مگر اصل بات یہ ہے کہ **ان مُلّانوں نے جو اسلام کے نادان دوست ہیں یہ فساد ڈالا ہے**۔انہوں نے خود اسلام کی حقیقت کو سمجھا نہیں اور اپنے خیالی عقائد کی بنا پر دوسروں کو اعتراض کا موقعہ دیا۔جو کچھ عقائد ان احمقوں نے بنا رکھے ہیں ان سے نصاریٰ کو خوب مدد پہنچی ہے۔اگر یہ لوگ جہاد کی صورت میں دھوکہ نہ دیتے یا دھوکہ نہ کھاتے تو کسی کو اعتراض کا موقع ہی نہیں مل سکتا تھا‘‘۔(ملفوظات جلد سوم صفحہ 176-177 مطبوعہ لندن)

همه عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند دلیری ہا پدید آمد پرستاران میّت را

(انہوں نے اپنے عقیدہ سے تمام عیسائیوں کی مدد کی۔اسی وجہ سے مردہ پرستوں میں بھی دلیری آ گئی)۔

مسئلہ جہاد کی غلط تفہیم :

اس زمانہ کے حکم وعدل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف ’’گورنمنٹ انگریزی اور جہاد‘‘ اور بعض دوسری کتب میں اور اسی طرح اپنے ملفوظات میں تفصیل سے تجزیہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ:

’’**جہاد کے مسئلہ کی فلاسفی اور اس کی اصل حقیقت**......**کے نہ سمجھنے کے باعث سے اس زمانہ اور ایسا ہی درمیانی زمانہ کے لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائی ہیں اور** ہمیں نہایت شرم زدہ ہو کر قبول کرنا پڑتا ہے کہ ان خطرناک غلطیوں کی وجہ سے اسلام کے مخالفوں کو موقعہ ملا کہ وہ اسلام جیسے پاک اور مقدس

مذہب کو جو سراسر قانون قدرت کا آئینہ اور زندہ خدا کا جلال ظاہر کرنے والا ہے مورد اعتراض ٹھہراتے ہیں''۔
(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ۔روحانی خزائن جلد 17صفحہ3)

مستشرقین کا عام طور پر یہ طریق رہا ہے کہ وہ بعض مسلمان علماء کی تفاسیر اور کتب سے ہی اقتباس لے کر شائع کرتے ہیں اور پھر ان کے حوالہ سے اسلام کی تضحیک اور اس کی مخالفت کو ہوا دیتے ہیں۔

حال کے زمانہ میں اسلام کے ایسے نادان دوستوں میں سے ایک ''جماعت اسلامی'' کے بانی مولوی ابوالاعلیٰ مودودی کا نام بہت نمایاں ہے۔ مودودی صاحب نے قرآن مجید اور آنحضرت ﷺ کی طرف ایسی ناحق اور ناروا باتیں منسوب کیں جن کی بازگشت مغربی مصنفین اور معاندین اسلام کی تحریروں میں صاف سنائی دیتی ہے۔ چند سال قبل 1999ء میں ایک مغربی مصنف David Marshall کی ایک کتاب ''God, Muhammad and the Unbelievers -A Quranic Study'' کے نام سے انگلستان میں Curzon Press سے شائع ہوئی ہے جس میں مصنف نے قرآن مجید کی مختلف آیات کو قرآن کریم کی محکم آیات کے منافی اپنی مرضی کے معنی پہناتے ہوئے اسلام کو خونی مذہب کے طور پر پیش کیا ہے اور لکھا ہے کہ گویا مسلمانوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ کفار کے خلاف جنگ کریں یہاں تک کہ وہ یا تو اسلام قبول کرلیں یا قتل ہو جائیں۔اور اپنے اس موقف کی تائید میں اس نے خاص طور پر مولوی ابوالاعلیٰ مودودی کے اقتباسات کو نقل کرتے ہوئے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ گویا مولوی مودودی صاحب ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے قرآن کے پیغام کو صحیح طور پر سمجھا ہے۔(تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو مذکورہ کتاب۔خصوصاً اس کے صفحات 191 تا 197)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جو لوگ مسلمان کہلا کر صرف یہی بات جانتے ہیں کہ اسلام کو تلوار سے پھیلانا چاہئے وہ اسلام کی ذاتی خوبیوں کے معترف نہیں ہیں اور ان کی کارروائی درندوں کی کارروائی سے مشابہ ہے''۔(تریاق القلوب۔روحانی خزائن جلد 15صفحہ167حاشیہ)

اسی طرح آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مسیح موعود دنیا میں آیا ہے تاکہ دین کے نام سے تلوار اٹھانے کے خیال کو دور کرے......اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے اور اس نے ارادہ فرمایا ہے کہ ان تمام اعتراضوں کو اسلام کے پاک وجود سے دور کردے جو خبیث آدمیوں نے اس پر کئے ہیں''۔
(ملفوظات جلد سوم صفحہ 176مطبوعہ لندن)

آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں اور آپ کی نمائندگی میں آپ کے مقدس خلیفۂ خامس حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 'دین کے نام پر تلوار اٹھانے کے خیال' کو دور کرنے کی عظیم الشان مہم کا علم اپنے ہاتھوں میں لئے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتھ قرآن و حدیث کی تعلیمات اور آنحضرت ﷺ کی پاکیزہ سیرت کے حوالہ سے دنیا بھر میں اسلام کے پُر امن پیغام کی اشاعت کے حقیقی جہاد میں مصروف ہیں۔حضور ایدہ اللہ نے اپنے دور خلافت کے آغاز سے ہی اس طرف خصوصی توجہ فرمائی اور بارہا اپنے خطبات و خطابات میں اپنوں اور غیروں کے سامنے اسلام کی امن کی تعلیم اور جہاد کی حقیقت کو آشکار فرمایا ہے اور احباب جماعت کو بھی اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اسلام کے سلامتی کے پیغام کو دنیا میں پھیلائیں۔ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے امام کی اقتدا میں اس عظیم الشان مہم میں بھرپور حصہ لیں اور اسلام کے اندرونی دشمنوں کو بے نقاب کرتے ہوئے اسلام کی امن و سلامتی کی حقیقی تعلیمات کو نہ صرف اپنے اوپر لاگو کریں بلکہ غیروں کو بھی اسلام کے پُر امن حصار میں آنے کی دعوت دیں اور دیتے چلے جائیں تا آنکہ زمین سے ہر قسم کے ظلم اور ناحق خونریزیوں کا خاتمہ ہو کر یہ عدل اور امن اور صلحکاری سے بھر جائے۔

خونی نظریہء جہاد کی تغلیط :

ہم مختصراً یہ ذکر کر چکے ہیں کہ مذہبی انتہا پسندی، جبر و تشدد اور دہشت گردی کے وہ دردناک واقعات جو بعض جاہل اور نادان مسلمانوں کی طرف سے آئے دن ظاہر ہوتے ہیں ان کا اصل سبب مسئلہ جہاد کی وہ غلط تفہیم ہے جو بعض ''اسلامی علماء نے جو مولوی کہلاتے ہیں'' اپنا رکھی ہے۔

مامورِ زمانہ، حکَم وعدل، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تصنیف ’’گورنمنٹ انگریزی اور جہاد‘‘ اور ’’ضمیمہ رسالہ جہاد‘‘ میں نہایت جامعیت کے ساتھ اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ آپؑ نے اس میں جہاد کی اصل حقیقت کو قرآن وحدیث اور سنّت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حوالہ سے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ بعض مسلمانوں میں رائج غلط نظریۂ جہاد کا بطلان ثابت فرمایا ہے۔ اسی طرح خونی نظریۂ جہاد کے ذمہ داروں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کے طریقۂ واردات اور ان کی طرف سے انسانیت کو درپیش خطرات کی تفصیل بیان فرمائی ہے اور مذہبی دہشت گردی کے خاتمہ اور امن عامہ کے قیام کے لئے نہایت اہم اور ٹھوس تجاویز بھی دی ہیں جن پر عمل کئے بغیر مذہبی جنونیت کا خاتمہ ممکن نہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

❁...... ’’**یہ طریق جہاد جس پر اس زمانہ کے اکثر وحشی کاربند ہو رہے ہیں یہ اسلامی جہاد نہیں ہے بلکہ یہ نفس امّارہ کے جوشوں سے یا بہشت کی طمع خام سے ناجائز حرکات ہیں جو مسلمانوں میں پھیل گئے ہیں**‘‘۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ۔روحانی خزائن جلد 17صفحہ 9-10)

❁......اسی طرح فرمایا: ’’یہ موجودہ طریق غیر مذہب کے لوگوں پر حملہ کرنے کا جو مسلمانوں میں پایا جاتا ہے جس کا نام وہ جہاد رکھتے ہیں **یہ شرعی جہاد نہیں ہے بلکہ صریح خدا اور رسولؐ کے حکم کے مخالف اور سخت معصیت ہے**‘‘۔ (ایضًا صفحہ17)

❁...... نیز فرمایا: ’’درحقیقت یہ جہاد کا مسئلہ جیسا کہ ان کے دلوں میں ہے صحیح نہیں ہے اور اس کا پہلا قدم انسانی ہمدردی کا خون کرنا ہے‘‘۔ (ایضًا صفحہ8)

❁......آپؑ فرماتے ہیں: ’’کیا یہ نیک کام ہو سکتا ہے کہ ایک شخص مثلاً اپنے خیال میں بازار میں چلا جاتا ہے اور ہم اِس قدر اُس سے بے تعلق ہیں کہ نام تک بھی نہیں جانتے اور نہ وہ ہمیں جانتا ہے مگر تاہم ہم نے اس کے قتل کرنے کے ارادہ سے ایک پستول اس پر چھوڑ دیا ہے۔ کیا یہی دینداری ہے؟ اگر یہ کچھ نیکی کا کام ہے تو پھر درندے ایسی نیکی کے بجالانے میں انسانوں سے بڑھ کر ہیں۔...... کیا خدا نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم خواہ نخواہ بغیر ثبوت کسی جرم کے ایسے انسان کو کہ نہ ہم اسے جانتے ہیں اور نہ وہ ہمیں جانتا ہے غافل پا کر چھری سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں یا بندوق سے اس کا کام تمام کر دیں؟ کیا ایسا دین خدا کی طرف سے ہو سکتا ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ یونہی بے گناہ، بے جرم، بے تبلیغ خدا کے بندوں کو قتل کرتے جاؤ اس سے تم بہشت میں داخل ہو جاؤ گے۔ افسوس کا مقام ہے اور شرم کی جگہ ہے کہ ایک شخص جس سے ہماری کچھ سابق دشمنی بھی نہیں بلکہ رُوشناسی بھی نہیں وہ کسی دوکان پر اپنے بچوں کے لئے کوئی چیز خرید رہا ہے یا اپنے کسی جائز کام میں مشغول ہے اور ہم نے بے وجہ، بے تعلق اس پر پستول چلا کر ایک دم میں اس کی بیوی کو بیوہ اور اس کے بچوں کو یتیم اور اس کے گھر کو ماتم کدہ بنا دیا۔ یہ طریق کس حدیث میں لکھا ہے یا کس آیت میں مرقوم ہے؟ کوئی مولوی ہے جو اس کا جواب دے؟ **نادانوں نے جہاد کا نام سن لیا ہے اور پھر اس بہانہ سے اپنی نفسانی اغراض کو پورا کرنا چاہا ہے یا محض دیوانگی کے طور پر مرتکب خونریزی کے ہوئے ہیں۔**...... مجھے تعجب ہے کہ جب کہ اس زمانہ میں کوئی شخص مسلمانوں کو مذہب کے لئے قتل نہیں کرتا تو کس حکم سے ناکردہ گناہ لوگوں کو قتل کرتے ہیں‘‘۔

(ایضًا صفحہ 11-13)

آج کل جو مساجد اور عبادتگاہوں، جہازوں، ریل گاڑیوں یا بسوں میں اور پبلک مقامات پر مجمع عام میں ریموٹ کنٹرول کے ذریعہ یا خودکش بم دھماکوں اور اندھا دھند فائرنگ کے ذریعہ معصوم اور بے گناہ لوگوں کی جانیں لی جاتی ہیں یہ بھی اسی مذکورہ دہشت گردی کی ہی خطرناک اور لرزہ خیز صورتیں ہیں۔

مذہبی جنونیت، دہشت گردی اور ناحق کی خونریزی کا ذمہ دار مُلّاں ہے:

حضور علیہ السلام نے اپنی اس تصنیف مُنیف میں مذہبی جنونیت اور دہشت گردی اور ناحق کی خونریزی کی ذمہ داری بنیادی طور پر مُلّاں پر ڈالی ہے۔ ایک اسلام کے مُلّاں اور دوسرے یورپ کے مُلّاں۔ چنانچہ اسلام کے مُلّاؤں کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

❁...... ’’مسئلۂ جہاد کو جس طرح پر حال کے اسلامی علماء نے جو مولوی کہلاتے ہیں سمجھ رکھا ہے اور جس طرح وہ عوام کے آگے اس مسئلہ کی صورت

بیان کرتے ہیں ہرگز وہ صحیح نہیں ہے۔ اور اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ لوگ اپنے پُر جوش وعظوں سے عوام وحشی صفات کو ایک درندہ صفت بنا دیں اور انسانیت کی تمام پاک خوبیوں سے بے نصیب کر دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ **جس قدر ایسے ناحق کے خون ان نادان اور نفسانی انسانوں سے ہوتے ہیں** کہ جو اس راز سے بے خبر ہیں کہ کیوں اور کس وجہ سے اسلام کو اپنے ابتدائی زمانہ میں لڑائیوں کی ضرورت پڑی تھی **اُن سب کا گناہ ان مولویوں کی گردن پر ہے کہ جو پوشیدہ طور پر ایسے مسئلے سکھاتے رہتے ہیں جن کا نتیجہ دردناک خونریزیاں ہیں**"۔

مامور زمانہ کے قلم سے نکلی ہوئی قریباً سو سال پہلے کی یہ بات آج بھی کتنی سچی اور تازہ اور مبنی برحقیقت ہے۔ آج بھی نفس امارہ کے جوشوں سے مغلوب، دہشتگرد مُلّاں اپنے مدرسوں میں "**پوشیدہ طور پر ایسے مسئلے سکھاتے رہتے ہیں**" اور "اپنے پُر جوش وعظوں سے عوام وحشی صفات کو ایک درندہ صفت" بنانے کے مکروہ عمل میں مصروف ہیں۔

اسی طرح حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

۞...... "جاہل مولویوں نے، خدا اُن کو ہدایت دے، عوام کالانعام کو بڑے دھوکے دیئے ہیں اور بہشت کی کنجی اسی عمل کو قرار دیا ہے جو صریح ظلم اور بے رحمی اور انسانی اخلاق کے برخلاف ہے"۔ (ایضًا صفحہ 11)

۞...... آپؑ فرماتے ہیں کہ: "یہ لوگ اپنے اس عقیدہ جہاد پر جو سراسر غلط اور قرآن اور حدیث کے برخلاف ہے اس قدر جمے ہوئے ہیں کہ جو شخص اس عقیدہ کو نہ مانتا ہو اور اس کے برخلاف ہو اس کا نام دجّال رکھتے ہیں اور واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ مَیں بھی مدت سے اسی فتویٰ کے نیچے ہوں......"۔ (ایضًا صفحہ 7)

مولویوں کے ایسے بیانات اور فتاویٰ عام طور پر شائع شدہ اور معروف ہیں اور ان کی اشتعال انگیزیاں اور عوام کے جذبات سے کھیل کر انہیں کشت وخون پر آمادہ کرنا ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اب تو پریس میڈیا کے علاوہ الیکٹرانک میڈیا پر بھی ان کی ویڈیوز اور بیانات دستیاب ہیں۔ اس لئے ہمیں ان کے بیانات یہاں درج کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

۞...... آنحضرت ﷺ نے ایسے ہی شریر اور فتنہ پرداز "علماءؔ" کو خنازیر قرار دے کر (دیکھئے حدیث کی مشہور کتاب 'کنزل العمال') پہلے سے ہی ان کی خصلتوں کی طرف اشارہ فرما دیا تھا کہ جس طرح خنزیر کھیتیوں کو برباد کرتا ہے اور باوجود بنیادی طور پر ایک سبزی خور جانور ہونے کے بعض دفعہ اپنے ہی بچوں کو مار کر کھا جاتا ہے اسی طرح مشابہ بالیہود یہ بدبخت مُلّاں بھی باغ اسلام کو برباد کرنے والے اور باوجود انسان ہونے کے اپنی ہی نوع (یعنی بنی نوع انسان) کے دشمن ہوں گے۔ ان میں صبر اور تحمل اور برداشت جیسے اخلاق حسنہ کی بجائے تہوّر اور جہالت اور اخلاق سیّئہ کا زور ہوگا۔

بغاوت کا سرچشمہ:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سو سال قبل ان انسانیت دشمن مُلّاؤں کی فتنہ انگیزیوں سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

"**بلاشبہ ہر ایک گورنمنٹ کے لئے بغاوت کا سرچشمہ یہی لوگ ہیں۔** عوام بے چارے ان لوگوں کے قابو میں ہیں اور ان کے دل کی کل ان کے ہاتھ میں ہے جس طرف چاہیں پھیر دیں اور ایک دم میں قیامت برپا کر دیں"۔ (ایضا صفحہ 18)

مامور زمانہ کے اس عارفانہ تجزیہ کی صداقت بھی آج روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ بلاشبہ تمام حکومتوں کے لئے (خواہ وہ مسلم حکومتیں ہیں یا غیر مسلم) بغاوت کا سرچشمہ یہی لوگ ہیں۔ یہ لوگ جب بولتے ہیں تو آگ اگلتے ہیں۔ ان کی تحریریں آتش فشانی کا نمونہ ہوتی ہیں۔ اپنی شعلہ بیانیوں سے یہ پل بھر میں نفرتوں کے الاؤ بھڑکا کر معاشرتی امن کو جلا کر راکھ کر دیتے ہیں۔

عالمی دہشت گرد:

۞...... امام الزماں علیہ السلام نے ان کے فتنہ کے **تمام دنیا میں** پھیل جانے کے خطرہ کی نشاندہی بھی سو سال قبل ہی فرما دی تھی۔ آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ "**گویا تمام دنیا ان کا شکار ہے** اور جس طرح ایک شکاری ایک ہرن کا کسی بَن میں پتہ لگا کر چھپ چھپ کر اس کی طرف جاتا ہے اور آخر **موقع پا**

کر بندوق کا فائر کرتا ہے۔ یہی حالات اکثر مولویوں کے ہیں۔ انہوں نے انسانی ہمدردی کے سبق میں سے کبھی ایک حرف بھی نہیں پڑھا بلکہ ان کے نزدیک خواہ نخواہ ایک غافل انسان پر پستول یا بندوق چلا دینا اسلام سمجھا گیا ہے"۔ (ایضًا صفحہ 12)

جھوٹ، منافقت اور دورنگی مُلّاں کی پہچان:

......حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس مختصر رسالہ "گورنمنٹ انگریزی اور جہاد" میں مار آستین، دشمن انسانیت مُلّاؤں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کی ایک اور بدعادت یعنی جھوٹ اور منافقت اور دورنگی سے خبردار رہنے کی نصیحت بھی فرمائی تھی۔ آپ فرماتے ہیں:

"یہ لوگ جب حکّام وقت کو ملتے ہیں تو اس قدر سلام کے لئے جھکتے ہیں کہ گویا سجدہ کرنے کے لئے طیار ہیں اور جب اپنے ہم جنسوں کی مجلس میں بیٹھتے ہیں تو بار بار اصرار اُن کا اِسی بات پر ہوتا ہے کہ یہ ملک دار الحرب ہے اور اپنے دلوں میں جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور تھوڑے ہیں جو اس خیال کے انسان نہیں ہیں"۔

حضور علیہ السلام کے اس بیان کی صداقت بھی ایک زندہ حقیقت ہے اور اس معیار کی رو سے بھی ایسے لوگوں کی پہچان اب بہت آسان ہوگئی ہے۔ ذاتی اور مالی منفعتوں کی خاطر یا گرفت کے خطرہ سے اور دباؤ کے نتیجہ میں ایسے علماء بعض اوقات حکام کے سامنے یا عالمی پریس میں ایسے بیانات تو دے دیتے ہیں جن سے لوگوں کو یہ تاثر ملے کہ وہ خونی نظریۂ جہاد اور مذہبی جنونیت اور انتہا پسندی کے قائل نہیں ہیں لیکن درپردہ ان کے عقائد یہی ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان کی کتب میں، ان کی تقاریر میں، ان کے مدرسوں میں اسی قسم کے نظریات لکھے اور پڑھے اور پڑھائے جاتے ہیں۔ اس لئے جب تک ان کے عقائد کی اصلاح نہیں ہوتی اور ان کی کتب میں اور مدرسوں میں حقیقی اسلامی تصورِ جہاد کی تعلیم و تدریس نہیں کی جاتی ان کی یہ ظاہری بیان بازی ہرگز قابل اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ عقیدہ اور عمل کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ ایک فاسد نظریہ اور عقیدہ کبھی صالح اعمال پیدا نہیں کرسکتا۔ اس لئے نظریات و عقائد اور قلوب کی اصلاح کئے بغیر امن و اصلاح عالم کی توقع محض ایک موہوم خیال ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

اس جگہ یہ بھی وضاحت کر دینا مناسب ہوگا کہ ہم ہرگز یہ نہیں کہتے کہ تمام اسلامی علماء جہاد سے متعلق ایسے ہی فاسدانہ خیالات رکھتے ہیں بلکہ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے "تھوڑے ہیں جو اس خیال کے انسان نہیں"۔ بدقسمتی سے علماء کی اکثریت ان فاسدانہ خیالات کی قائل ہے یا ان سے متاثر ہے اور ان میں سے جو خونی نظریہ جہاد کے قائل نہیں ہیں ان میں سے بھی بہت کم ہیں جو جرأت کے ساتھ ان جہادی مُلّاؤں سے اختلاف کر کے صحیح اسلامی نظریۂ جہاد کا پرچار کرنے والے ہیں۔

گورنمنٹ کے چھپے ہوئے دشمن:

...... حضور علیہ السلام نے خونی نظریہ جہاد کے قائل ملّاؤں کو **"گورنمنٹ کے چھپے ہوئے دشمن"** اور **"خدا تعالیٰ کے بھی مجرم اور نافرمان"** قرار دیا ہے۔ (ایضًا صفحہ 20) مگر افسوس کہ حکمرانوں نے اس زمانہ کے حَکَم و عدل علیہ السلام کی باتوں پر کان نہیں دھرا اور ان "چھپے ہوئے دشمنوں" کو بروقت نہیں پہچانا اور یہ دشمن اندر ہی اندر طاقت پکڑتا رہا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ بعض ملکوں میں تو حکمرانوں نے بغاوت کے سرچشمہ انہی لوگوں سے گہرے یارانے قائم کئے اور انہیں اپنے ذاتی مفادات اور مخصوص سیاسی مقاصد کے لئے بے دریغ استعمال کیا۔ انہوں نے ان مُلّاؤں کی اشتعال انگیزیوں اور فتنہ پردازیوں میں ان کی پشت پناہی کرتے ہوئے پالا پوسا اور ان کی وحشیانہ صفات کو مزید بڑھایا اور پھر ان درندوں نے حکومت کی سرپرستی میں معصوموں کے خون سے ہولی کھیلی اور ملک میں کھلم کھلا فساد بپا کئے۔ اور اب جو اس کے منہ کو خون لگ چکا ہے اور وہ موقع پا کر اپنے ہی مالکوں اور سرپرستوں پر حملہ آور ہوا ہے تو ان کی آنکھیں کھلی ہیں اور وہ اُسے ایک خونخوار درندہ اور انسانیت کے لئے سب سے بڑا خطرہ قرار دیتے ہوئے اس کو قابو کرنے یا ہلاک کرنے کی فکر میں مبتلا ہیں۔

مجرمانہ خونریزیوں کے ذمہ دار یورپ کے مُلّاں یعنی پادری:

حَکَم و عدل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے رسالہ "گورنمنٹ انگریزی اور جہاد" اور "ضمیمہ رسالہ جہاد" میں غلط نظریۂ جہاد اور اس کے نتیجہ میں ناحق کی خونریزیوں اور دہشت گردی کے واقعات کا محاکمہ فرماتے ہوئے اس صورتحال کی ذمہ داری جاہل مولویوں کے ساتھ ساتھ یورپ کے

مُلّاؤں یعنی پادریوں پر بھی ڈالی ہے اور آپؑ کا یہ تجزیہ جیسے سو سال پہلے مبنی بر حقیقت تھا، آج کے حالات پر بھی یہ سو فیصد اطلاق پا رہا ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

۞ ......'' جیسا کہ **ایک طرف جاہل مولویوں نے** اصل حقیقت جہاد کو مخفی رکھ کر لوٹ مار اور قتل انسانی کے منصوبے عوام کو سکھائے اور اس کا نام جہاد رکھا ہے۔ اسی طرح **دوسری طرف پادری صاحبوں نے بھی** یہی کارروائی کی اور ہزاروں رسالے اور اشتہار اردو اور پشتو وغیرہ زبانوں میں چھپوا کر ہندوستان اور پنجاب اور سرحدی ملکوں میں اس مضمون کے شائع کئے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا ہے اور تلوار چلانے کا نام اسلام ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام نے جہاد کی دو گواہیاں پا کر یعنی ایک مولوی کی گواہی اور دوسری پادریوں کی شہادت اپنے وحشیانہ جوش میں ترقی کی''۔

('گورنمنٹ انگریزی اور جہاد'۔ روحانی خزائن جلد 17صفحہ10)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مذہبی اختلاف کی بنا پر غلط نظریہ جہاد کی وجہ سے ناحق خونریزی کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے اور اس کے ذمہ داران کا تعین کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

۞ ......'' میرے نزدیک یہ واقعی اور یقینی امر ہے کہ یہ وحشیانہ عادت جو سرحدی افغانوں میں پائی جاتی ہے اور آئے دن کوئی نہ کوئی کسی بے گناہ کا خون کیا جاتا ہے۔ اس کے اسباب جیسا کہ مَیں بیان کر چکا ہوں دو ہیں:

(1) **اوّل وہ مولوی** جن کے عقائد میں یہ بات داخل ہے کہ غیر مذہب کے لوگوں اور خاص طور پر عیسائیوں کو قتل کرنا موجب ثواب عظیم ہے۔ اور اس سے بہشت کی وہ نعمتیں ملیں گی کہ وہ نہ نماز سے مل سکتی ہیں، نہ حج سے، نہ زکوٰۃ سے اور نہ کسی اور نیکی کے کام سے۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ در پردہ عوام الناس کے کان میں ایسے وعظ پہنچاتے رہتے ہیں۔ آخر دن رات ایسے وعظوں کو سن کر ان لوگوں کے دلوں پر جو حیوانات میں اور ان میں کچھ تھوڑا ہی فرق ہے بہت بڑا اثر ہوتا ہے اور وہ درندے ہو جاتے ہیں اور ان میں ایک ذرّہ رحم باقی نہیں رہتا اور ایسی بے رحمی سے خونریزیاں کرتے ہیں جن سے بدن کانپتا ہے۔ اور اگرچہ سرحدی اور افغانی ملکوں میں اس قسم کے مولوی بکثرت بھرے پڑے ہیں جو ایسے ایسے وعظ کیا کرتے ہیں مگر میری رائے تو یہ ہے کہ پنجاب اور ہندوستان بھی ایسے مولویوں سے خالی نہیں۔ اگر گورنمنٹ عالیہ نے یہ یقین کر لیا ہے کہ اس ملک کے تمام مولوی اس قسم کے خیالات سے پاک اور مبرّا ہیں تو یہ یقین بے شک نظر ثانی کے لائق ہے۔ میرے نزدیک اکثر مسجد نشین نادان مغلوب الغضب مُلّا ایسے ہیں کہ ان گندے خیالات سے بَری نہیں ہیں............۔

(2) **دوسرا سبب ان مجرمانہ خونریزیوں کا** جو غازی بننے کے بہانہ سے کی جاتی ہیں میری رائے میں **وہ پادری صاحبان بھی ہیں** جنہوں نے حد سے زیادہ اس بات پر زور دیا کہ اسلام میں جہاد فرض ہے اور دوسری قوموں کو قتل کرنا مسلمانوں کے مذہب میں بہت ثواب کی بات ہے۔ میرے خیال میں سرحدی لوگوں کو جہاد کے مسئلہ کی خبر بھی نہیں تھی۔ یہ تو پادری صاحبوں نے یاد دلایا۔

میرے پاس اس خیال کی تائید میں دلیل یہ ہے کہ جب تک پادری صاحبان کی طرف سے ایسے اخبار اور رسالے اور کتابیں سرحدی ملکوں میں شائع نہیں ہوئے تھے اس وقت تک ایسی وارداتیں بہت ہی کم سنی جاتی تھیں یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بالکل نہیں تھیں............ پھر جب پادری فنڈل صاحب نے 1849ء میں کتاب میزان الحق تالیف کر کے ہندوستان اور پنجاب اور سرحدی ملکوں میں شائع کی اور نہ فقط اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ السلام کی نسبت توہین کے کلمے استعمال کئے بلکہ لاکھوں انسانوں میں یہ شہرت دی کہ اسلام میں غیر مذہب کے لوگوں کو قتل کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ بڑا ثواب ہے۔ ان باتوں کو سن کر سرحدی حیوانات جن کو اپنے دین کی کچھ بھی خبر نہیں جاگ اٹھے اور یقین کر بیٹھے کہ درحقیقت ہمارے مذہب میں غیر مذہب کے لوگوں کو قتل کرنا بڑے ثواب کی بات ہے۔

مَیں نے غور کر کے سوچا ہے کہ اکثر سرحدی وارداتیں اور پُر جوش عداوت جو سرحدی لوگوں میں پیدا ہوئی اس کا سبب پادری صاحبوں کی وہ کتابیں ہیں جن میں وہ تیز زبانی اور بار بار جہاد کا ذکر لوگوں کو سنانے میں حد سے زیادہ گزر گئے .... پادری عماد الدین امرتسری اور چند دوسرے بدزبان پادریوں کی تیز اور گندی تحریروں نے ملک کی اندرونی محبت اور مصالحت کو بڑا نقصان پہنچایا اور ایسا ہی اور پادری صاحبوں کی کتابوں نے جن کی تفصیل کی ضرورت نہیں دلوں میں عداوت کا تخم بونے میں کمی نہیں کی''۔ (ایضًا صفحہ 19 تا 21)

۞......آپؑ فرماتے ہیں:

''اگرچہ ہمیں اسلام کے مُلّاؤں کی نسبت افسوس سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے ایک غلط مسئلہ جہاد کی پیروی کر کے سرحدی اقوام کو یہ سبق دیا کہ تا وہ ایک محسن گورنمنٹ کے معزز افسروں کے خون سے اپنی تلواروں کو سرخ کیا کریں.......... مگر ساتھ ہی **یورپ کے مُلّاؤں پر بھی جو پادری ہیں** ہمیں افسوس ہے کہ انہوں نے ناحق تیز اور خلاف واقعہ تحریروں سے نادانوں کو جوش دلائے۔ ہزاروں دفعہ جہاد کا اعتراض پیش کر کے وحشی مسلمانوں کے دلوں میں یہ جما دیا کہ ان کے مذہب میں جہاد ایک ایسا طریق ہے جس سے جلد بہشت مل جاتا ہے.....''۔(ایضًا صفحہ 22)

۞......''اگر ہم فرض کر لیں کہ اس فتنہ عوام کے جوش دلانے کے بڑے محرک اسلامی مولوی ہیں تا ہم ہمارا انصاف ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم اقرار کریں کہ کسی قدر اس فتنہ انگیزی میں پادریوں کی وہ تحریریں بھی حصّہ دار ہیں جن سے آئے دن مسلمان شاکی نظر آتے ہیں۔افسوس کہ بعض جاہل ایک حرکت کر کے الگ ہو جاتے ہیں اور گورنمنٹ.....کو مشکلات پیش آتی ہیں''۔(ایضًا صفحہ 22)

۞......الغرض حضور علیہ السلام اسلامی مولویوں کے ساتھ ساتھ پادریوں کو بھی خونریزی اور دہشت گردی کے واقعات پر اُکسانے اور امن عامہ میں خلل ڈالنے کا برابر کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔آپؑ فرماتے ہیں:

''اس زمانہ کے مسلمانوں پر بھی افسوس ہے کہ وہ شریعت کے دوسرے حصّہ سے محروم ہو گئے ہیں جو ہمدردیٔ نوع انسان اور محبت اور خدمت پر موقوف ہے اور وہ توحید کا دعویٰ کر کے پھر ایسے وحشیانہ اخلاق میں مبتلا ہیں جو قابل شرم ہیں۔......لیکن افسوس کہ بعض ایسی تحریکیں ان کو پیش آ جاتی ہیں کہ جن سے وحشیانہ جذبات ان کے زندہ ہو جاتے ہیں اور وہ بعض کم سمجھ پادریوں کی تحریرات ہیں جو زہریلا اثر رکھتی ہیں.....جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت درجہ کی توہین اور تکذیب سے پُر ہیں۔ یہ ایسی کتابیں ہیں کہ جو شخص مسلمانوں میں سے ان کو پڑھے گا اگر اس کو صبر اور حلم سے اعلیٰ درجہ کا حصّہ نہیں تو بے اختیار جوش میں آجائے گا۔ کیونکہ ان کتابوں میں علمی بیان کی نسبت سخت کلامی بہت ہے جس کی عام مسلمان برداشت نہیں کر سکتے..........۔ **اب بھی آئے دن پادری صاحبوں کی طرف سے ایسی تحریریں نکلتی رہتی ہیں** کہ جو زود رنج اور تیز طبع مسلمان ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ نہایت خوفناک کارروائی ہے کہ ایک طرف تو پادری صاحبان یہ جھوٹا الزام مسلمانوں کو دیتے ہیں کہ ان کو قرآن میں ہمیشہ اور ہر زمانہ میں جہاد کا حکم ہے گویا وہ ان کو جہاد کی رسم یاد دلاتے رہتے ہیں۔اور پھر تیز تحریریں نکال کر ان میں اشتعال پیدا کرتے رہتے ہیں۔ نہ معلوم کہ یہ لوگ کیسے سیدھے ہیں کہ یہ خیال نہیں کرتے کہ ان دونوں طریقوں کو ملانے سے ایک خوفناک نتیجہ کا احتمال ہے.....غرض اس جگہ ہم مولویوں کا کیا شکوہ کریں خود پادری صاحبوں کا ہمیں شکوہ ہے کہ وہ راہ انہوں نے اختیار نہیں کی جو در حقیقت سچی تھی''۔

(ضمیمہ رسالہ جہاد'۔ روحانی خزائن جلد 17صفحہ30-32)

آسمانی نور سے منوّر اور الٰہی بصیرت سے معمور، کامل عدل و انصاف پر مبنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ تجزیہ آج کے حالات پر بھی پوری طرح صادق آ رہا ہے۔ اور آج کل کے دور میں بھی جو مذہبی جنونیت، انتہا پسندی اور دہشت گردی کے واقعات رُونما ہو رہے ہیں ان کے محرک بھی یہی دو گروہ ہیں۔ قارئین جانتے ہیں کہ گزشتہ سال پوپ صاحب نے بھی اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ اور قرآن مجید کے متعلق ایسی ہی نازیبا اور ناروا، خلاف حقیقت اور خلاف واقعہ دلآزار باتیں کر کے نہ صرف مغرب میں بلکہ ساری دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت کی آگ کو مزید ہوا دی تھی۔ فی زمانہ ریڈیو ،ٹی وی، کتب، اخبارات و جرائد، انٹرنیٹ اور دوسرے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ دنیا کی مختلف زبانوں میں آئے دن پادریوں اور ان کے ہمنواؤں کی طرف سے دین اسلام کے متعلق یہ سراسر جھوٹا پراپیگنڈہ بڑے شدّ و مد سے کیا جاتا ہے کہ (نعوذ باللہ) اسلام ایک نہایت ہی ظالمانہ مذہب ہے اور جبر و تشدد اور قتل و غارت گری اور دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے۔ اسی طرح اسلام اور بانیٔ اسلام رحمۃ للعالمین ﷺ اور قرآن مجید پر افتراء پردازی سے کام لیتے ہوئے نہایت لغو، بیہودہ اور لچر زبان میں خلاف حقیقت اعتراض کر کے مسلمانوں کے جذبات مجروح کئے جاتے ہیں۔ یورپ کے مُلّاؤں، پادریوں اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے، یا ان کی پشت پناہی اور سرپرستی میں ادیبوں، فنکاروں اور فلم پروڈیوسرز کی طرف سے یا اسلام سے برگشتہ فاسقانہ زندگی گزارنے والے نام نہاد دانشوروں اور مصنفوں کی طرف سے کبھی آنحضرت ﷺ اور اسلام کی مقدس ہستیوں کے توہین آمیز خاکے بنا کر اور کبھی اسلام کو بدنام کرنے والی نہایت ہی شرمناک فلمیں بنا کر نادان مغلوب الغضب مُلّاؤں اور پُر حکمت جدال سے عاری تیز طبع مسلمانوں کو اشتعال دلانے کی کارروائیاں ہوتی رہتی ہیں۔

ہمیں اس جگہ ان لوگوں کے ناموں کا ذکر کرنے یا اس کی تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں ۔ ہر ایک دانشمند بخوبی جانتا ہے کہ جب بھی مغربی پادریوں اور ان کے پروردہ مصنفین کی طرف سے ایسی قابل نفرین حرکات ہوتی ہیں تو ان کا نتیجہ یقیناً خوفناک ہوتا ہے۔ان کے اس عمل اور اس پر ردّ عمل کے نتیجہ میں کیسے کیسے ہولناک واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں اور کس طرح سوسائٹی کا امن برباد ہوتا اور معصوموں کا خون بہتا ہے۔اس کے ذمہ دار جیسے وہ نادان، جاہل مسلمان ہیں اسی طرح وہ پادری اور مغربی مصنفین بھی اس ظلم میں برابر کے حصّہ دار ہیں جو اپنی زہریلی تحریروں سے یہ آگ بھڑکاتے ہیں۔

الغرض جیسا کہ امامورِ زمانہ حَکَم و عدَل علیہ السلام نے فرمایا ہے آج مذہب کے نام پر مسلمانوں کی طرف سے ہونے والی دہشت گردی و خونریزی کے ذمہ دار یہی دو گروہ ہیں۔اگر مغربی دنیا بھی اور مشرقی دنیا بھی سچے امن کی خواہاں ہے تو مسلمان علماء و عوام کو بھی اور مغربی حکومتوں اور پادریوں اور ان کے علماء و عوام کو بھی مامورِ زمانہ علیہ السلام کے اس عارفانہ تجزیہ کی روشنی میں اپنی سوچوں کو درست کرنا ہوگا اور اپنے رویّوں میں تبدیلی لانا ہوگی۔

افغانستان اور اس سے ملحقہ سرحدی علاقوں میں قائم جہادی کیمپوں کا مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی کے پھیلاؤ میں کردار:

قرآن شریف اور سُنّت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سے متصادم ،نفس امّارہ کے جوشوں سے مغلوب جاہل مولویوں کے خود ساختہ، سراسر غیر اسلامی، غیر انسانی اور خونی نظریۂ جہاد نے اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ اور قرآن مجید پر جبر و تشدد اور دہشت گردی اور جارحیت کا بٹّہ لگانے اور مسلمانوں کو ذہنی ،جسمانی ،اخلاقی ،روحانی ،اقتصادی ،معاشی ،معاشرتی، علمی و عملی غرضیکہ ہر پہلو سے قعرِ مذلّت میں گرانے میں جو گھناؤنا کردار ادا کیا ہے اُسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔آج دنیا بھر میں خودکش حملوں اور دہشت گردی کے متعدد واقعات میں جہاں جہاں بھی نام نہاد مسلمان ملوّث پائے جاتے ہیں ان میں سے اکثر کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا رابطہ افغانستان یا اس سے ملحقہ سرحدی علاقوں میں قائم جہادی کیمپوں سے تھا۔پاکستان کی حکومت خود اس امر کی معترف ہے کہ اس کے شمالی سرحدی علاقوں میں اور افغانستان میں خودکش حملہ آوروں کے تربیتی کیمپ قائم ہیں جہاں سے ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد وہ مختلف جگہوں پر دہشت گردی کی کارروائی کرتے ہیں۔گویا یہ علاقہ جہاد کے نام پر دہشت گردی پھیلانے والوں کی افزائش کا علاقہ ہے۔

عجیب بات ہے کہ سو سال سے زائد عرصہ قبل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی یہی خطّۂ ارض ایسی ظالمانہ و بہیمانہ کارروائیوں کا مرکز تھا اور مذہبی اختلاف کی بنا پر معصوموں کا خون بہانے والوں کا معتد بہ حصّہ انہی علاقوں سے تعلق رکھتا تھا۔

والیٔ کابل کے لئے اہم تجاویز:

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اُس زمانہ میں امیر صاحب والیٔ کابل کو مسئلہ جہاد کے تعلق میں علماء اور عوام کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کرتے ہوئے ضروری اصلاحی اقدامات کرنے کی تحریک اپنی تصنیف ’’گورنمنٹ انگریزی اور جہاد‘‘ میں فرمائی تھی۔حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

۞ ......’’اسلام ہرگز یہ تعلیم نہیں دیتا کہ مسلمان رہزنوں اور ڈاکوؤں کی طرح بن جائیں اور جہاد کے بہانہ سے اپنے نفس کی خواہشیں پوری کریں۔ اور چونکہ اسلام میں بغیر بادشاہ کے حکم کے کسی طرح جہاد درست نہیں اور اس کو عوام بھی جانتے ہیں۔اس لئے یہ بھی اندیشہ ہے کہ وہ لوگ جو حقیقت سے بے خبر ہیں اپنے دلوں میں امیر صاحب پر یہ الزام لگاویں کہ اُنہی کے اشارہ سے یہ سب کچھ ہوتا ہے۔لہذا امیر صاحب کا ضرور یہ فرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس غلط فتوے کو روکنے کے لئے جُہد بلیغ فرماویں کہ اس صورت میں امیر صاحب کی بریّت بھی آفتاب کی طرح چمک اٹھے گی اور ثواب بھی ہوگا کیونکہ حقوق عباد پر نظر کرکے اس سے بڑھ کر اور کوئی نیکی نہیں کہ مظلوموں کی گردنوں کو ظالموں کی تلوار سے چھڑایا جائے اور چونکہ **ایسے کام کرنے والے اور غازی بننے کی نیّت سے تلوار چلانے والے اکثر افغان ہی ہیں جن کا امیر صاحب کے ملک میں ایک معتد بہ حصّہ ہے** اس لئے امیر صاحب کو خدا تعالیٰ نے یہ موقعہ دیا ہے کہ وہ اپنی امارت کے کارنامہ میں اس اصلاح عظیم کا تذکرہ چھوڑ جائیں اور یہ وحشیانہ عادات جو اسلام کی بدنام کنندہ ہیں جہاں تک اُن کے لئے ممکن ہو قوم افغان سے چھڑادیں‘‘۔

(’گورنمنٹ انگریزی اورجہاد‘۔روحانی خزائن جلد 17صفحہ18-19)

دیکھئے ماموریزمانہ علیہ السلام کے یہ فرمودات آج کی صورتحال پر بھی کس صفائی اور سچائی سے اطلاق پا رہے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ میں جو تجویز اُس وقت پیش فرمائی تھی وہ آج بھی نہ صرف افغانستان بلکہ تمام دنیا کے مسلمان حکمرانوں کے لئے بھی اتنی ہی اہم اور مفید اور قابل عمل ہے جتنی اُس زمانہ میں تھی۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

......''یہ موجودہ طریق غیر مذہب کے لوگوں پر حملہ کرنے کا جو مسلمانوں میں پایا جاتا ہے جس کا نام وہ جہاد رکھتے ہیں یہ شرعی جہاد نہیں ہے بلکہ صریح خدا اور رسول کے حکم کے مخالف اور سخت معصیت ہے۔ لیکن چونکہ اس طریق پر پابند ہونے کی بعض اسلامی قوموں میں پُرانی عادت ہوگئی ہے اس لئے اُن کے لئے اس عادت کو چھوڑنا آسانی سے ممکن نہیں بلکہ ممکن ہے کہ جو شخص ایسی نصیحت کرے اُسی کے دشمن جانی ہو جائیں اور غازیانہ جوش سے اُس کا قصّہ بھی تمام کرنا چاہیں۔ ہاں ایک طریق میرے دل میں گزرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر امیر صاحب والیٔ کابل.......... **نامی علماء کو جمع کر کے اس مسئلہ جہاد کو معرض بحث میں لاویں۔ اور پھر علماء کے ذریعہ سے عوام کو ان کی غلطیوں پر متنبّہ کریں بلکہ اس ملک کے علماء سے چند رسالے پشتو زبان میں تالیف کرا کر عام طور پر شائع کرائیں** تو یقین ہے کہ اس قسم کی کارروائی کا لوگوں پر بہت اثر پڑے گا اور وہ جوش جو نادان مُلّا عوام میں پھیلاتے ہیں رفتہ رفتہ کم ہو جائے گا''۔

(’گورنمنٹ انگریزی اور جہاد‘۔روحانی خزائن جلد 17صفحہ17-18)

آسمانی نُور اور قرآنی ہدایتوں سے معمور یہ تجویز بہت ہی پُرحکمت اور حقیقی اور دائمی اصلاح کا موجب بننے والی ہے۔

خونی نظریۂ جہاد کے نتیجہ میں ہونے والے فتنہ وفساد اور خونریزیوں کا خاتمہ صرف طاقت سے ممکن نہیں:

یہ خیال کہ خونی نظریۂ جہاد کے قائل مُلّاؤں کے فتنہ وفساد اور خونریزیوں کا خاتمہ صرف طاقت سے ممکن ہے، ہرگز درست نہیں۔ یہ درست ہے کہ بسا اوقات ظالموں اور مفسدوں اور مجرموں کو جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا (الشوریٰ:41) اور فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ (البقرة:195) کے مطابق اُن کے جرموں کی سزا دینا بھی ضروری ہوتا ہے لیکن ہمیشہ جبر کے مقابل پر جبر اور تشدّد کے مقابل پر تشدّد کی پالیسی سے کبھی معاشرہ میں حقیقی امن قائم نہیں ہوسکتا۔

پھر خصوصیت سے ایسے اعمال جن کی بنیاد غلط اور جھوٹے نظریات وعقائد پر ہو ان کی اصلاح تو ان باطل عقائد ونظریات کی اصلاح کئے بغیر ہرگز ممکن نہیں۔ محض طاقت کے زور سے فتنہ کو وقتی طور پر دبایا تو جاسکتا ہے لیکن اس سے دائمی امن قائم نہیں ہوسکتا۔ تلوار سے عارضی فتوحات تو ہوسکتی ہیں مگر دل فتح نہیں کئے جاسکتے۔ طاقت سے سر تو جھکائے جاسکتے ہیں مگر دلوں پر حکومت نہیں کی جاسکتی۔ اسی لئے قرآن کریم نے نظریات وعقائد کی اشاعت اور اصلاح کے لئے ہر قسم کے جبر کے استعمال کی نفی کرتے ہوئے یہ عظیم الشان تعلیم فرمائی ہے کہ لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ (البقرة:257) یعنی دین میں کوئی جبر نہیں۔ یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی ہے۔ دوسری جگہ فرمایا لِیَهْلِکَ مَنْ هَلَکَ عَنْ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰ مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَةٍ (الانفال: 43) (تا کہ کھلی کھلی حجت کی رو سے جس کی ہلاکت کا جواز ہو وہی ہلاک ہو اور کھلی کھلی حجت کی رُو سے جسے زندہ رہنا چاہئے وہی زندہ رہے)۔ زندہ وہی ہے جو دلیل کے ساتھ زندہ ہے اور جس کے حق میں بَیِّنَة نہیں، ہلاکت اس کا مقدر ہے۔

پس اگر غلط اور باطل نظریات وعقائد کو براہین ساطعہ اور دلائل قاطعہ سے جڑ سے اکھیڑ دیا جائے اور ان کی جگہ سچے اور واقعی اور حقیقت پر مبنی نظریات و عقائد کو دلوں میں راسخ کر دیا جائے تو اس کے نتیجہ میں معاشرہ میں ایک اصلاح عظیم برپا ہوگی اور اس کا اثر بھی دیرپا ہوگا۔ اسی لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (النحل:126) (ان سے اس طریق پر مجادلہ کر جو بہترین ہو) کے قرآنی حکم کی روشنی میں یہ احسن تجویز فرمائی ہے کہ ''**نامی علماء کو جمع کر کے اس مسئلہ جہاد کو معرض بحث میں لاویں اور پھر علماء کے ذریعہ سے عوام کو ان کی غلطیوں پر متنبّہ کریں**'' ۔

سچے دل اور جوش سے عالمی سطح پر جُہد بلیغ کی ضرورت:

مقامی صاحب اثر ورسوخ معروف اور نامی علماء کو اس بحث میں شامل کرنا اور پھر ان کے ذریعہ سے عوام کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کرنا اس لئے نہایت اہم ہے کہ یہ علماء ہی ہیں جو عوام الناس کو غلط مسئلے سکھا کر اور دین سے ان کی محبت کے جذبات کو غلط سمتیں دے کر خون خرابہ اور فتنہ وفساد پر بھڑکاتے ہیں۔ اس لئے انہیں on Board رکھنا ضروری ہے۔

پھر اسلامی جہاد کی حقیقت کے بیان پر مشتمل رسالے مقامی زبانوں میں تالیف کرا کر عام طور پر شائع کرنا اور لوگوں کے دلوں میں اسے راسخ کرنا بھی بہت اہم اور ضروری ہے۔ آج کل پریس میڈیا کے علاوہ ریڈیو، ٹی وی، انٹرنیٹ اور دیگر بہت سے ذرائع بھی وجود میں آئے ہیں جن کو کام میں لا کر ایک مسلسل مہم کے ذریعہ باطل نظریۂ جہاد کا قلع قمع کرنے کے لئے ''جُہد بلیغ'' کی جانی چاہئے۔

پھر صرف افغانستان اور ملحقہ سرحدی علاقوں کے علماء وعوام کو ہی نہیں بلکہ دوسرے ملکوں اور علاقوں کے علماء وعوام کو بھی اس مہم میں شامل کرنا چاہئے اور خونی نظریۂ جہاد کا بطلان ثابت کرتے ہوئے اسلامی جہاد کی حقیقت کو اُجاگر کرنا چاہئے۔ جب ہر طرف سے ایک ہی پیغام سب کو ملے گا تو اس سے خدا کے فضل سے بہت بہتر نتائج حاصل ہوں گے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اُس زمانہ میں اس اہم پہلو کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ بھی تجویز فرمائی تھی کہ:

''اگر پنجاب اور ہندوستان کے مولوی درحقیقت مسئلہ جہاد کے مخالف ہیں تو وہ اس بارہ میں رسالے تالیف کر کے اور پشتو میں ان کا ترجمہ کرا کر سرحدی اقوام میں مشتہر کریں۔ بلاشبہ ان کا بڑا اثر ہوگا۔ **مگر ان تمام باتوں کے لئے شرط ہے کہ سچے دل اور جوش سے کارروائی کی جائے، نہ نفاق سے''۔**

(ایضاً صفحہ 22)

جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا جا چکا ہے آج چونکہ غلط نظریۂ جہاد کے خونی نتائج ساری دنیا میں پھیل چکے ہیں اور ملک ملک میں انتہاء پسند متشدد مُلّاؤں کی فتنہ انگیزیوں کے نتیجہ میں خون خرابہ ہوتا رہتا ہے اس لئے ہر ملک کے اسلامی نامی علماء کو اس بحث وتمحیص میں شامل کر کے صحیح اسلامی نظریۂ جہاد کو قرآن و حدیث کے دلائل حقّہ کے ساتھ ان پر واضح کرتے ہوئے ان سے ایسے رسالے تالیف کروا کر مختلف زبانوں میں تراجم کر کے پھیلانا وقت کا ایک اہم تقاضا ہے۔ لیکن جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے ''ان باتوں کے لئے شرط ہے کہ سچے دل اور جوش سے کارروائی کی جائے، نہ نفاق سے''۔

اس جگہ یہ ذکر کرنا مناسب ہوگا کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ جہاد کی اصل حقیقت کو معلوم کرنے کے لئے اور اس سلسلہ میں محکم دلائل سے واقفیت کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ مامور زمانہ، حَکم وعدل، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات وفرمودات اور آپ کے مقدس خلفاء کے ارشادات سے رہنمائی حاصل کی جائے کیونکہ یہ وہ بندگان خدا ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں احیاء دین وقیام شریعت کے لئے کھڑا فرمایا ہے اور مسیح موعود ومہدیٔ معہود علیہ السلام ہی وہ مقدس ومبارک وجود ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی تھی کہ اس کے ذریعہ سے زمین کو عدل اور راستی اور امن اور انصاف سے بھر دیا جائے گا۔ پس حقیقی امن کے حصول کے لئے لازم ہے کہ آپؑ کے عطا فرمودہ دلائل کا حربہ ہاتھ میں لے کر اس مہم کو انجام دیا جائے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کامیابی کا وعدہ اسی جری اللہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

غلط نظریۂ جہاد کی ضروری وفوری اصلاح کی طرف توجہ نہ کرنے کی صورت میں درپیش عظیم خطرات:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے غلط نظریۂ جہاد کی ضروری وفوری اصلاح کی طرف توجہ نہ کرنے کی صورت میں جن خطرات کی نشاندہی فرمائی تھی آج وہ خطرات ایک زندہ حقیقت کی صورت میں ہماری نظروں کے سامنے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے امیر والیٔ کابل سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

۔۔۔۔۔ ''یقیناً امیر صاحب کی رعایا کی بڑی بدقسمتی ہوگی اگر اس ضروری اصلاح کی طرف امیر صاحب توجہ نہیں کریں گے اور آخری نتیجہ اس کا اُس گورنمنٹ کے لئے خود زحمتیں ہیں جو مُلّاؤں کے ایسے فتووں پر خاموش بیٹھی رہے۔ کیونکہ آج کل ان مُلّاؤں اور مولویوں کی یہ عادت ہے کہ ایک ادنیٰ اختلاف مذہبی کی وجہ سے ایک شخص یا ایک فرقہ کو کافر ٹھیرا دیتے ہیں اور پھر جو کافروں کی نسبت ان کے فتوے جہاد وغیرہ کے ہیں وہی فتوے ان کی نسبت بھی

جاری کئے جاتے ہیں۔ پس اس صورت میں امیر صاحب بھی ان فتووں سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ **ممکن ہے کہ کسی وقت یہ مُلّا لوگ کسی جزوی بات پر امیر صاحب پر ناراض ہوکر ان کو بھی دائرہ اسلام سے خارج کر دیں اور پھر ان کے لئے بھی وہی جہاد کے فتوے لکھے جائیں جو کفّار کے لئے وہ لکھا کرتے ہیں۔** پس بلا شبہ وہ لوگ جن کے ہاتھ میں مومن یا کافر بنانا اور پھر اس پر جہاد کا فتویٰ لکھنا ہے ایک خطرناک قوم ہے جن سے امیر صاحب کو بھی بے فکر نہیں بیٹھنا چاہئے اور بلا شبہ ہر ایک گورنمنٹ کے لئے بغاوت کا سر چشمہ یہی لوگ ہیں۔ عوام بے چارے ان لوگوں کے قابو میں ہیں اور ان کے دلوں کی کل ان کے ہاتھ میں ہے۔ جس طرف چاہیں پھیر دیں۔ اور ایک دم میں قیامت برپا کر دیں۔ پس یہ گناہ کی بات نہیں ہے کہ عوام کو ان کے پنجہ سے چھڑا دیا جائے اور خود ان کو نرمی سے جہاد کے مسئلہ کی ا صل حقیقت سمجھا دی جائے''۔

(’گورنمنٹ انگریزی اور جہاد‘۔روحانی خزائن جلد 17صفحہ17-18)

آسمانی تقویٰ اور فراست کے نور سے آراستہ حکم وعدل علیہ السلام کا یہ تجزیہ کیسا سچّا، کیسا واضح اور آپؑ کی صداقت کا کیسا زبردست ثبوت ہے۔ ہم نے دیکھا کہ ماضی میں بھی اور حال کے زمانہ میں بھی جس نے بھی مُلّاؤں کے اس خونی نظریہ جہاد سے اختلاف کیا انہوں نے اس کو بھی اپنے غضب کا نشانہ بنایا اور اس کے خلاف جہاد کا کھلم کھلا اعلان کیا۔

ایک انذار۔ایک دعا:

سوسال سے زائد عرصہ ہوا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے مسئلہ جہاد کے تعلق میں اسلام کی بدنام کنندہ ان وحشیانہ عادات سے مسلمانوں کو چھڑانے کے لئے حکمرانوں کو جُہد بلیغ سے کام لینے اور مقدور بھر سعی کرنے کی پُرزور تحریک کرتے ہوئے خبردار فرمایا تھا کہ اگر وہ ایسا کریں تو بہتر،

''ورنہ اب دورِ مسیح موعود آ گیا ہے۔ اب بہرحال خدا تعالیٰ آسمان سے ایسے اسباب پیدا کر دے گا کہ جیسا کہ زمین ظلم اور ناحق کی خونریزی سے پُر تھی اب عدل اور امن اور صلحکاری سے پُر ہو جائے گی۔ اور مبارک وہ امیر اور بادشاہ ہیں جو اس سے کچھ حصّہ لیں''۔

(’گورنمنٹ انگریزی اور جہاد‘۔روحانی خزائن جلد 17صفحہ19)

اس انذار اور تنبیہ کا آخری حصّہ ''مبارک وہ امیر اور بادشاہ ہیں جو اس سے کچھ حصّہ لیں'' ایک دعا پر مشتمل ہے۔ دیکھتے ہیں وہ کون خوش نصیب حکمران ہوگا جو مُلّاؤں کے خونی نظریہ جہاد کے بطلان کو ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تجویز کے مطابق عمل کر کے آپ کی دعاؤں سے حصّہ پاتے ہوئے الٰہی برکتوں کو حاصل کرتا ہے۔

افسوس یہ ہے کہ غلط نظریہ جہاد کی اصلاح کے لئے جس ''جُہد بلیغ'' کی ضرورت تھی امیر والیٔ کابل نے اس سے کام نہیں لیا اور مامور زمانہ، مسیح دوراں علیہ السلام کی تجویز کو درخور اعتناء نہیں سمجھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ قوم مسیح ناصری علیہ السلام کے زمانہ کے مکفّر ومکذّب یہود نامسعود کی مشابہت میں دن بدن اپنے دل کی سختیوں اور ظلم وتشدد کی کارروائیوں میں بڑھتی چلی گئی۔ یہی وہ خطّۂ ارض ہے جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابہ کو مسئلہ جہاد میں علماء کے خونی نظریۂ جہاد سے مخالفت کی بنا پر نہایت ظالمانہ طریق پر شہید کیا گیا۔ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ کی گردن میں کپڑا ڈال کر اور دم بند کر کے شہید کیا گیا تو حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مرحومؓ رئیس خوست کو پہلے بھاری زنجیروں اور ہتھکڑیوں کے شکنجہ میں جکڑ کر قید خانہ میں سخت اذیتیں دیں اور ''ناک کو چھید کر سخت عذاب کے ساتھ اس میں رسّی ڈالی گئی۔ تب اسی رسّی کے ذریعہ سے شہید مرحوم کو نہایت ٹھٹھے ہنسی اور گالیوں اور لعنت کے ساتھ مقتل تک لے گئے''۔ پھر کمر تک زمین میں گاڑ کر نہایت بیدردی سے سنگسار کیا گیا'' یہاں تک کہ کثرت پتھروں سے شہید مرحوم کے سر پر ایک کوٹھہ پتھروں کا جمع ہوگیا''۔ الغرض ''وہ ایسا دردناک حادثہ ہے کہ دل کو ہلا دیتا ہے اور بدن پر لرزہ ڈالتا ہے''۔ آپ کے بعد آپ کی بیوی اور یتیم بچوں کو بھی نہایت ہولناک اذیتیں دی گئیں اور کئی ایک نے اسی حالت میں جام شہادت نوش کیا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ نہ صرف افغانستان میں بلکہ پاکستان میں بھی آنے والے متعدد حکمرانوں میں سے کسی کو بھی مُلّاؤں کے خونی نظریہ جہاد کی اصلاح کے لئے کارروائی کی توفیق نہیں ملی بلکہ الٹا بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جہاد کا منکر ہونے کا الزام دیتے ہوئے آپؑ کے اور آپؑ کی جماعت کے خلاف تکفیر وتکذیب اور شورش وشر کی ایسی آگ بھڑکائی گئی کہ حکمرانوں کی سرپرستی اور دستور وآئین کی پشت پناہی میں احمدیوں پر

مظالم کے پہاڑ توڑے گئے ۔بیسیوں احمدیوں کو بیدردی سے شہید کیا گیا۔سینکڑوں بلکہ ہزاروں کو قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کیا گیا۔ان کے اموال وجائیداد کو لوٹا اور جلایا گیا، ہر ممکن طریق سے اذیتیں دی گئیں اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تصنیف ''تذکرۃ الشہادتین'' میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید ؓ کی شہادت کا دردناک تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''کابل کی زمین دیکھ لے گی کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائے گا۔ یہ خون کبھی ضائع نہیں جائے گا۔ پہلے اس سے غریب عبدالرحمٰن میری جماعت کا ظلم سے مارا گیا اور خدا چُپ رہا مگر اس خون پر اب وہ چُپ نہیں رہے گا اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہوں گے''۔

(تذکرۃ الشہادتین ۔روحانی خزائن جلد 20صفحہ74)

تاریخ شاہد ہے کہ خدا اس خون پر چُپ نہیں رہا۔اس خطۂ ارض پر کتنی ہی برساتیں۔اور خونی برساتیں۔اس کے بعد ہوئیں لیکن اُس مقدس خون کے دھبے ابھی تک دھل نہیں پائے ۔آج جو یہ خطّۂ ارض خون سے رنگین ہے تو اس کا سبب قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی بیان فرمودہ حقیقت جہاد سے انحراف، اور مسیح وقت کے انذار کی تخفیف اور اس سے اعراض، اور اس کے نتیجہ میں معصوموں کے وہ ناحق کے خون ہیں جو ظالم وسفّاک لوگوں نے مذہب کے نام پر بہائے تھے۔حضور علیہ السلام نے سچ فرمایا تھا۔

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

عیسائی پادریوں اور ان کے ہم خیال مغربی مصنفین کا غیر منصفانہ اور اشتعال انگیز طرز عمل:

عیسائی پادریوں اور ان کے ہم خیال مغربی مصنفین کی طرف سے دین اسلام کے خلاف بکثرت اور بار بار یہ جھوٹا پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ،نعوذ باللہ، اسلام ایک دہشتگرد مذہب ہے اور اس میں جہاد فی سبیل اللہ کے نام پر مسلمانوں کو محض دینی اختلاف کی بنا پر معصوموں کا خون بہانے اور فتنہ وفساد پھیلانے کی تعلیم دی گئی ہے۔اپنے اس جھوٹے الزام کو ثابت کرنے کے لئے یہ پادری اور ان کے نام نہاد علماء و محققین قرآن مجید کی آیات کے سیاق وسباق اور ثابت شدہ تاریخی حقائق کو نظر انداز کرتے ہوئے، اور ہر قسم کے دجل و تلبیس سے کام لیتے ہوئے، اور واقعات کو توڑ مروڑ کر اپنی مرضی کے معانی قرآن مجید کی طرف منسوب کرنے کی ظالمانہ جسارت کرتے ہیں۔اپنے ان خیالات کی تائید میں وہ نفس امارہ کے جوشوں سے مغلوب، اقتدار پرست، اُن گنتی کے چند نام نہاد علماءِ اسلام کے اقوال وتشریحات کو بھی پیش کرتے ہیں جو اپنی خود ساختہ تشریحات کو اسلام کی طرف منسوب کر کے، جہاد فی سبیل اللہ کے مقدس نعرہ کی آڑ میں خونی نظریۂ جہاد کا پرچار کرتے ہیں اور فتنہ وفساد کو پھیلاتے ہیں۔عیسائی پادریوں کا یہ طریق ہرگز راستی اور انصاف کا طریق نہیں ہے۔چند بگڑے ہوئے لوگوں کے فاسقانہ اعمال کی ذمہ داری دین اسلام پر ڈالنا صریح زیادتی ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا تھا:

''میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کرتہ لینا چاہے تو چوغہ بھی اسے لے لینے دے......مَیں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا کرو''۔

(متی باب 5آیات 39تا 45)

لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کے اس برگزیدہ کی طرف سے منسوب ہونے والے عیسائی حکمران اس تعلیم کے بالکل برعکس مختلف بہانوں سے اپنے مخالفوں کو ظلم وستم کا نشانہ بناتے، ان پر ہولناک اور تباہ کن بموں کے گولے برساتے اور ان سے نہایت بربریت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔کیا ان بگڑے ہوئے عیسائیوں کی ان حرکات کی ذمہ داری عیسائیت پر یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یا ان کی پاک تعلیمات پر ڈالنا قرین انصاف ہوگا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر چند نام نہاد مسلمانوں کی دہشت گردانہ حرکتوں کا الزام اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ کو دینا کھلم کھلا ظلم اور ناانصافی نہیں تو اور کیا ہے؟

اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ تو ایسے دہشت گردانہ نظریات واعمال کے حامل لوگوں سے کلیۃً بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔قرآن مجید میں

جا بجا یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ وہ زیادتی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا، وہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کا وجود تو رحمۃ للعالمین تھا۔ آپ کے مبارک ارشادات اور آپ کی زندگی کے ایسے لاتعداد پاکیزہ نمونے تاریخ وسیرت کی کتب میں جگمگا رہے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؐ تو جانی دشمنوں کی تکلیف پر بھی بے چین ہو جایا کرتے تھے اور آپؐ انسانی ہمدردی اور انصاف اور تمام مکارم اخلاق کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے۔ چنانچہ کئی ایک انصاف پسند مغربی دانشوروں اور محققین نے بھی اس پہلو سے اسلامی تعلیمات کی فضیلت اور آنحضرت ﷺ کے پُرحکمت ارشادات اور آپؐ کے پاک عملی نمونوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اسلام ایک پُرامن مذہب ہے اور اس پر جبر و تشدد کا الزام سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ عصر حاضر میں بھی وہ عیسائی حکومتیں جو بعض انتہا پسند، نام نہاد مسلمانوں کی دہشت گردی کی کارروائیوں کا عذر رکھتے ہوئے مختلف مسلم ممالک پر اندھا دھند بم برسانے اور ہزاروں معصوموں کی زندگیوں کو تباہ کرنے کی ظالمانہ کارروائیوں میں ملوث ہیں ان کے حکمران بھی ایسے بیانات دینے پر مجبور ہوتے ہیں کہ جو لوگ اسلام کے نام پر، جہاد کے نام پر دہشت گردی کی کارروائیاں کرتے ہیں ان کا اسلام کا تصور بگڑا ہوا تصور ہے، وہ اسلام کو بدنام کرنے والے ہیں اور اسلام کی حقیقی تعلیمات سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور مسلمانوں کی اکثریت امن پسند اور صلح جُو ہے اور ان دہشت گردی کی کارروائیوں کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی اور انہیں ردّ کرتی ہے۔ بایں ہمہ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جب بھی انہیں موقع ملتا ہے وہ عام طور پر اس فرق کو نظر انداز کرتے ہوئے یہی پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ گویا اسلام ایک پُرتشدّد، خونی اور دہشت گرد اور امن کا دشمن مذہب ہے اور مغربی میڈیا میں اس پراپیگنڈہ کو بڑے شدّ ومدّ سے بار بار دہرایا جاتا ہے۔ ان کا یہ رویّہ ہرگز راستی اور انصاف پر مبنی نہیں ہے اور اس سے معاشرتی امن کے قیام میں کوئی مدد نہیں ملتی بلکہ اس کے نتیجہ میں بلاوجہ کی اشتعال انگیزی ہو کر فتنہ کو ہوا ملتی ہے۔

پادریوں اور عیسائی حکمرانوں کو مشورہ:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے سو سال سے بھی زیادہ عرصہ قبل عیسائیوں اور عیسائی حکمرانوں کو مشورہ دیا تھا کہ وہ انصاف سے کام لیں اور ایسی اشتعال انگیز کارروائیوں سے باز رہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

۞...... ’’ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ قرآن شریف ہرگز جہاد کی تعلیم نہیں دیتا۔ اصلیت صرف اس قدر ہے کہ ابتدائی زمانہ میں بعض مخالفوں نے اسلام کو تلوار سے روکنا بلکہ نابود کرنا چاہا تھا۔ سو اسلام نے اپنی حفاظت کے لئے اُن پر تلوار اٹھائی اور انہی کی نسبت حکم تھا کہ یا قتل کئے جائیں اور یا اسلام لائیں۔ سو یہ حکم مختص الزمان تھا، ہمیشہ کے لئے نہیں تھا۔ اور اسلام ان بادشاہوں کی کارروائیوں کا ذمہ دار نہیں ہے جو نبوت کے زمانہ کے بعد سراسر غلطیوں یا خودغرضیوں کی وجہ سے ظہور میں آئیں۔ اب جو شخص نادان مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے بار بار جہاد کا مسئلہ یاد دلاتا ہے گویا وہ ان کی زہریلی عادت کو تحریک دینا چاہتا ہے۔ **کیا اچھا ہوتا کہ پادری صاحبان صحیح واقعات کو مدنظر رکھ کر اس بات پر زور دیتے کہ اسلام میں جہاد نہیں ہے اور نہ جبر سے مسلمان کرنے کا حکم ہے۔ جس کتاب میں یہ آیت اب تک موجود ہے کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (البقرہ:257)۔ یعنی دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں کرنی چاہئے۔ کیا اُس کی نسبت ہم ظن کرسکتے ہیں کہ وہ جہاد کی تعلیم دیتی ہے۔ غرض اس جگہ ہم مولویوں کا کیا شکوہ کریں خود پادری صاحبوں کا ہمیں شکوہ ہے کہ وہ راہ انہوں نے اختیار نہیں کی جو در حقیقت سچی تھی اور گورنمنٹ کے مصالح کے لئے بھی مفید تھی‘‘۔**

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔ روحانی خزائن جلد 17صفحہ 31-32)

چنانچہ حضور علیہ السلام نے اُس زمانہ میں برطانوی حکومت کو اس طرف توجہ دلاتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:

۞...... **’’میرے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ...... گورنمنٹ ان پادری صاحبوں کو اس خطرناک افتراء سے روک دے جس کا نتیجہ ملک میں بے امنی اور بغاوت ہے۔** یہ تو ممکن نہیں کہ پادریوں کے ان بے جا افتراؤں سے اہل اسلام دین اسلام کو چھوڑ دیں گے ہاں ان وعظوں کا ہمیشہ یہی نتیجہ ہوگا کہ عوام کے لئے مسئلہ جہاد کی ایک یاددہانی ہوتی رہے گی اور وہ سوئے ہوئے جاگ اٹھیں گے‘‘۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔ روحانی خزائن جلد 17صفحہ9)

حضور علیہ السلام نے اس سلسلہ میں بار بار ارباب حکومت کو یہ لکھا کہ:

۞......''کچھ مدّت تک اس طریق بحث کو بند کر دیا جائے کہ ایک فریق دوسرے فریق کے مذہب کی نکتہ چینیاں کرے''۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس تجویز کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

۞......''**میرے نزدیک احسن تجویز وہی ہے جو حال میں رومی گورنمنٹ نے اختیار کی ہے اور وہ یہ کہ امتحاناً چند سال کے لئے ہر ایک فرقہ کو قطعاً روک دیا جائے کہ وہ اپنی تحریروں میں اور نیز زبانی تقریروں میں ہرگز ہرگز کسی دوسرے مذہب کا صراحۃً یا اشارۃً ذکر نہ کرے ہاں اختیار ہے کہ جس قدر چاہے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے۔** اس صورت میں نئے نئے کینوں کی تخم ریزی موقوف ہو جائے گی اور پرانے قصّے بھول جائیں گے اور لوگ باہمی محبت اور مصالحت کی طرف رجوع کریں گے اور جب سرحد کے وحشی لوگ دیکھیں گے کہ قوموں میں اس قدر باہم انس اور محبت پیدا ہو گیا ہے تو آخر وہ بھی متاثر ہو کر عیسائیوں کی ایسی ہی ہمدردی کریں گے جیسا کہ ایک مسلمان اپنے بھائی کی کرتا ہے''۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ۔روحانی خزائن جلد 17صفحہ 22)

اسی طرح حضور علیہ السلام نے فرمایا:

۞......''**کم سے کم پانچ برس تک یہ طریق دوسرے مذاہب پر حملہ کرنے کا بند کر دیا جائے اور قطعاً ممانعت کر دی جائے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ کے عقائد پر ہرگز مخالفانہ حملہ نہ کرے** کہ اس سے دن بدن ملک میں نفاق بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مختلف قوموں کی دوستانہ ملاقاتیں ترک ہو گئی ہیں۔ **کیونکہ بسا اوقات ایک فریق دوسرے فریق پر اپنی کم علمی کی وجہ سے ایسا اعتراض کر دیتا ہے کہ وہ دراصل صحیح بھی نہیں ہوتا اور دلوں کو سخت رنج پہنچا دیتا ہے اور بسا اوقات کوئی فتنہ پیدا کرتا ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر جہاد کا اعتراض۔** بلکہ ایسا اعتراض دوسرے فریق کے لئے بطور یاددہانی ہو کر بھولے ہوئے جوش اس کو یاد دلا دیتا ہے اور آخر مفاسد کا موجب ٹھہرتا ہے۔ سو اگر ہماری دانشمند گورنمنٹ پانچ برس تک یہ قانون جاری کر دے کہ برٹش انڈیا کے تمام فرقوں کو جس میں پادری بھی داخل ہیں قطعاً روک دیا جائے کہ وہ دوسرے مذاہب پر ہرگز مخالفانہ حملہ نہ کریں اور محبت اور خُلق سے ملاقاتیں کریں۔ اور ہر ایک شخص اپنے مذہب کی خوبیاں ظاہر کرے تو مجھے یقین ہے کہ یہ زہرناک پودہ پھوٹ اور کینوں کا جو اندر ہی اندر نشوونما پا رہا ہے جلد تر مفقود ہو جائے گا اور یہ کارروائی گورنمنٹ کی قابل تحسین ٹھہر کر سرحدی لوگوں پر بھی بے شک اثر ڈالے گی اور امن اور صلحکاری کے نتیجے ظاہر ہوں گے''۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ۔روحانی خزائن جلد 17صفحہ 32-33)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

۞......''اگر کسی مذہب میں کوئی سچائی ہے تو وہ سچائی ظاہر کرنی چاہئے نہ یہ کہ دوسرے مذہب کی عیب شماری کرتے رہیں۔ یہ تجویز جو مَیں پیش کرتا ہوں اس پر قدم مارنا یا اس کو منظور کرنا ہر ایک حاکم کا کام نہیں ہے۔ بڑے پُر مغز حُکّام کا یہ منصب ہے کہ اس حقیقت کو سمجھیں''۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ۔روحانی خزائن جلد 17صفحہ 33)

افسوس کہ مذہبی رواداری اور معاشرتی امن اور ہم آہنگی کے قیام کے لئے مامور زمانہ، حکم وعدل، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان دوررس اثرات کی حامل تجاویز پر عمل درآمد کی کسی کو توفیق اور سعادت نصیب نہیں ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج سو سال بعد دہشت گردی کے واقعات روزمرہ کا معمول بن چکے ہیں اور ساری دنیا بے امنی اور فساد کی گہری دلدل میں دن بدن زیادہ دھنستی چلی جاتی ہے۔

عیسائی پادریوں نے تو شاید اس لئے بھی اس تجویز کو قبول نہیں کیا ہوگا کہ اسلام کے مقابل پر ان کے لئے اپنی کتاب سے مذہبی سچائیوں کو ظاہر کرنا ایک بہت ہی مشکل کام تھا۔ الوہیت مسیح، تثلیث اور کفّارہ جیسے باطل عقائد کو وہ خود اپنی مذہبی کتب سے بھی ثابت کرنے سے قاصر تھے اور ہیں اس لئے انہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ بعض نام نہاد مسلمانوں کے مزعومہ فلسفۂ جہاد کو بنیاد بنا کر اسلام اور بانیٔ اسلام کو اپنے اعتراضات اور تہمتوں کا نشانہ بناتے رہیں کیونکہ:

''یہ قاعدہ ہے کہ جب انسان سچائی اور انصاف کے رو سے کسی مذہب پر حملہ نہیں کر سکتا تو بہتیرے ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ ناحق کی تہمتوں کے ذریعہ سے حملہ کرنا شروع کر دیتے ہیں''۔(چشمۂ مسیحی روحانی خزائن جلد 20صفحہ337)

شاید یہی وجہ ہے کہ اسلام کے دشمن قرآن مجید پر جھوٹے الزامات لگانے اور اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور اسلام کے مقدسوں کی سخت توہین وتحقیر اور دشنام دہی اور افتراء اور دلآزاری کی ناپاک مہم کے ذریعہ عوام الناس کو اسلام سے بدظن کرنے کی مذموم کوششوں میں مصروف ہیں۔

الٰہی فیصلہ:

لیکن اب یہ سلسلہ زیادہ دیر نہیں چلے گا کیونکہ صلیبی فتنہ کے استیصال کے لئے خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے جس مسیح موعود نے آنا تھا وہ آچکا اور اس پاک ومطہر وجود نے یہ اعلان فرمایا کہ:

''اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا میں ادیان باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے پُر زور دلائل اور صداقتوں کے ثبوت پیش کروں......میں یقیناً کہتا ہوں کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہے گا اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ہاں یہ سچی بات ہے کہ اس غلبہ کے لئے کسی تلوار اور بندوق کی حاجت نہیں۔اور نہ خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیاروں کے ساتھ بھیجا ہے۔ جو شخص اس وقت یہ خیال کرے وہ اسلام کا نادان دوست ہوگا۔ مذہب کی غرض دلوں کو فتح کرنا ہوتی ہے اور یہ غرض تلوار سے حاصل نہیں ہوتی۔آنحضرت ﷺ نے جو تلوار اٹھائی میں بہت مرتبہ ظاہر کر چکا ہوں کہ وہ تلوار محض حفاظت خود اختیاری اور دفاع کے طور پر تھی اور وہ بھی اُس وقت جبکہ مخالفین اور منکرین کے مظالم حد سے گزر گئے اور بیکس مسلمانوں کے خون سے زمین سرخ ہو چکی۔غرض میرے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ اسلام کا غلبہ دوسرے ادیان پر ہو''۔

(لیکچر لدھیانہ۔روحانی خزائن جلد 20صفحہ293-294)

سو مسیح وقت کے آنے کے ساتھ آسمان سے سچائی کی تائید میں توحید خالق کی ہوائیں چلی پڑی ہیں اور خدا کے فرشتے سعید فطرت دلوں پر نازل ہو کر ان کی ہدایت کے سامان کر رہے ہیں۔لوگ باطل عقیدوں سے بالطبع متنفر ہو رہے ہیں اور آج مسیح پاک علیہ السلام کے بعد قائم ہونے والی آپ کی خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کی عظیم الشان قیادت میں دنیا بھر میں اتمام حجت کا کام بڑی قوت کے ساتھ جاری ہے۔

ہم اپنے اس مضمون کو تمام مسلمانان عالم کے نام اس زمانہ کے حکم وعدل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس پُر شوکت اور دردمندانہ نصیحت اور پیغام پر ختم کرتے ہیں۔آپ فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کو چاہئے کہ جو انوار و برکات اس وقت آسمان سے اتر رہے ہیں وہ ان کی قدر کریں اور اللہ تعالیٰ کا شکر کریں......لیکن اگر وہ خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر نہ کریں گے تو خدا تعالیٰ ان کی کچھ پروا نہ کرے گا۔وہ اپنا کام کر کے رہے گا۔......اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب کو مٹا دے اور اسلام کو غلبہ اور قوت دے۔اب کوئی ہاتھ اور طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس ارادہ کا مقابلہ کرے''۔

(لیکچر لدھیانہ۔روحانی خزائن جلد 20صفحہ290)